مدیر کے نام

عبد القدیر سلیم، کراچی

'دینی مدارس کا نظام تعلیم' (جولائی ۹۵) ایک نہایت اہم مسئلہ پر فکر اور ترمیم عمل کی دعوت دیتا ہے۔ کاش ہمارے دینی مدارس کے کرتا دھرتا مولانا قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند کی اس فکر میں خود بھی مبتلا ہوں جو انھیں دین کا درک رکھنے والے نوجوانوں میں علوم جدیدہ کی تعلیم کے بارے میں تھی اور بقول مولانا مناظر احسن گیلانی "اس تعلیمی نصب العین کا چرچا لوگوں میں بعد کو نہیں کیا گیا تھا حتیٰ کہ ---- سوچنے والے کی بات شاید سوچنے والے کے ساتھ ہی دفن ہو گئی"۔ آج بڑے شہروں میں ایسے مدارس ہیں جن کے احاطے (کیمپس) جامعات کا مقابلہ کرتے نظر آتے ہیں اور ان کے بجٹ کروڑوں روپے سالانہ کے ہیں۔ وہاں کیوں روایتی دینی تعلیم کے ساتھ علوم عمرانی' (روایتی) طب و جراحت اور فنون کی تعلیم نہیں دی جا سکتی۔

بشیر جمعہ کے مضمون کی افادیت سے انکار نہیں' لیکن اطلاقی نفسیات اور ڈیل کارنیگی کے سے مضامین کے لیے شاید ترجمان مناسب وسیلہ نہیں۔

اشارات کی حیثیت اب رسالے کے اداریے کے درجے سے اوپر ایک تحقیقی مطالعہ کی ہو گئی ہے۔ اگرچہ ہر اداریہ ہی اپنے موضوع کا کماحقہ احاطہ کرتا ہے لیکن مجھے گستاخ رسول کی سزا سے متعلق تحقیقی مطالعہ بہت اچھا لگا۔ اس کا انگریزی ترجمہ اور اشاعت ہمارے انگریزی ذوق طبقہ کے لیے جو 'لسانی رکاوٹ' کا شکار ہیں' بلکہ اہل مغرب کے لیے بھی مفید ہو گا اور وہ ہمارے جذبات اور موقف سے بہتر طور پر آگاہ ہو سکیں گے۔

عبد الغنی، سعودی عرب

مذاکرہ (جولائی ۹۵) اپنی مثال آپ ہے۔ ہو سکتا ہے اس جرات رندانہ پر بعض لوگ آپ کو قابل گردن زدنی قرار دیں لیکن میری رائے میں آپ نے ایک بہت ہی اہم خدمت انجام دی ہے۔ یقین ہے کہ ذمہ داران اسے پڑھ کر تبدیلی کے لیے سوچنے پر مجبور ہوں گے۔

پروفیسر غلام اعظم، ڈھاکہ

اپنے مضمون (کارکنوں کے اوصاف مئی ۹۵) کو میں نے تحریک اسلامی کے کارکنوں کے لیے ۷۔ نکات کا عنوان دیا تھا۔ درحقیقت ہر نکتہ صفت نہیں ہے۔ بہر حال مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جون کا شمارہ اوائل ماہ